تلخیص نگاری

کسی عبارت کے اہم نکات اخذ کر کے اس کا خلاصہ لکھنا تلخیص نگاری کہلاتا ہے۔

تلخیص، دریا کو کوزے میں بند کرنے کے مترادف ہے، کسی طویل مضمون، عبارت یا تقریر کے زائد ضرورت جملوں اور غیر اہم الفاظ کو نکال کر اس کے اصل مفہوم کو اس طرح اختصار سے بیان کرے کہ کوئی اہم بات نہ چھوٹے اسے تلخیص یا خلاصہ نگاری کہتے ہیں۔

تلخیص کا طریقہ:

1۔ تلخیص عبارت کا ایک تہائی حصہ ہوتا ہے۔ اپنی آسانی کے لیے عبارت یا خلاصے کے الفاظ گن کر تناسب کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔
2۔ عبارت کے اصل مفہوم کو ذہن نشین کیجیے، اہم باتوں کے نیچے لکیر کھینچیے اور اپنے الفاظ میں لکھیے۔
3۔ تلخیص کے لیے واقعات کی ترتیب وہی ہونی چاہیے جو اصل عبارت میں ہے۔
4۔ تلخیص چونکہ عبارت کا نچوڑ ہوتا ہے اس لیے اپنے الفاظ میں لکھیے۔
5۔ تلخیص کئی پیروں میں ہو سکتی ہے مگر تلخیص ایک ہی پیرے میں ہو گی۔
6۔ تلخیص نگاری میں ترمیم و اضافہ نہیں کیا جاتا۔
7۔ تلخیص میں استعارات، تشبیہات، ضرب الامثال کو حذف کرنا ہوتا ہے۔

سوال نمبر1۔ درج ذیل عبارت کی تلخیص کریں، جو اصل عبارت کی ایک تہائی سے زیادہ نہ ہو۔

موجودہ دور میں یوں تو ہزارہا مسائل ایسے ہیں جن کا تسلی بخش اور کسی قدر کارآمد حل تلاش نہیں کیا جاسکا لیکن دو مسائل ایسے ہیں جو دنیا بھر کے سائنس دانوں کی توجہ کا خاص مرکز بنے ہوئے ہیں، پہلا مسئلہ، خلائی تحقیق اور دوسرے سیاروں تک پہنچنے کی کوشش ہے۔ انسان جاننا چاہتا ہے کہ ہماری اس زمین سے پرے کون کون سی دُنیائیں آباد یا غیر آباد ہیں اور اگر ضرورت پڑے تو انسان زمین کو چھوڑ کر کس دنیا میں آسانی سے پناہ لے سکتا ہے۔ دوسرا مسئلہ قطعی داخلی نوعیت کا ہے، یعنی کرۂ ارض پر رہتے ہوئے ہم اپنے لیے کس قدر مزید آسانیاں بہم پہنچا سکتے ہیں۔ دنیا سے بھوک، جہالت، افلاس اور امراض کا خاتمہ کرنے کے لیے ابھی ہمیں کن کن مراحل سے گزرنا ہے اور وہ کون سے طریقے ہیں، جن کی مدد سے بنی نوع انسان خوشگوار، محفوظ اور آرام دہ زندگی گزار سکتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ کرۂ ارض کا داخلی مسئلہ خارجی مسئلے کی نسبت کہیں زیادہ مشکل اور اہم ہے۔ چاند یا مشتری پر کوئی سٹیشن قائم کرنا آسان ہے لیکن دنیا سے افلاس، جہالت اور امراض کا خاتمہ کرنا سخت مشکل، دشوار اور پریشانی کا باعث ہے۔

جواب: عنوان: دنیا سے افلاس، جہالت اور امراض کا خاتمہ کرنا سخت مشکل ترین کام۔

آج کے دور میں انسان چاہتا ہے کہ اُسے اس بات کا علم ہو کہ زمین میں کون کون سی دنیائیں آباد ہیں۔ اگر انسان کو ضرورت پڑے تو وہ باآسانی ایک دنیا چھوڑ کر کسی اور دنیا میں آسانی سے زندگی بسر کر سکتا ہے یہ تو ہے پہلا مسئلہ۔ اب دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ ہم کرۂ ارض پر رہتے ہوئے اپنے لیے کافی حد تک آسانی پیدا کر سکتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ کرۂ ارض کا داخلی مسئلہ خارجی مسئلہ کی نسبت کہیں زیادہ مشکل اور اہم ہے۔ چاند یا مشتری پر کوئی سٹیشن قائم کرنا آسان ہے لیکن دنیا سے اخلاص، جہالت اور امراض کا خاتمہ بہت مشکل اور دشواری کا باعث بنتا ہے دوسرا مسئلہ پہلے مسئلے سے کہیں زیادہ مشکل اور اہم ہے۔

سوال نمبر2۔ درج ذیل عبارت کی تلخیص کریں، جو اصل عبارت کی ایک تہائی سے زیادہ نہ ہو۔

آخر میں نے بھی بے حیائی کا جامہ پہن لیا۔ پٹنا قسمت میں لکھا ہے تو یوں ہی سہی۔ یوں بھی پٹنا، ووں بھی پٹنا۔ پھر کام کر کے اپنے آپ کو مفت میں کیوں تھکائیں۔ نکمے کا خطاب ملتا ہے۔ تو ملنے دو۔ بُرا بھلا کہتے ہیں تو کہنے دو۔ اس کان سنو اُس کان اُڑا دو۔ آپ ہی بک بک کر تھک جائیں گے۔ یہ چال بھی گھورنے کی طرح کامیاب ہوئی۔ سب چیختے چلاتے مگر میں ٹس سے مس نہ ہوتا۔ جہاں کسی نے ذرا ہاتھ لگایا اور میں نے اس زور سے چیخ ماری گویا کسی نے گلا گھونٹ دیا ہے۔ کبھی کسی نے میری اس ترکیب کو دیکھ لیا تو راز کھل گیا، نہیں تو مارنے والا خود گھبرا گیا۔ دوسروں نے غل مچایا، کہ اے ہے! لونڈے کو مار ڈالا۔ کبھی تو مارنے والے صاحب مجھ سے زیادہ پٹ گئے اور کبھی ڈانٹ ڈپٹ ہو گئی۔ مگر ہم کام سے بچ گئے۔ مگر بابا "ہر فرعونے راموسیٰ" چھوٹی صاحب زادی صاحبہ کچھ مجھ سے زیادہ تیز تھیں۔ خود ہی مجھے مارتیں اور خود ہی رونے بیٹھ جاتیں۔ بھلا ان کے مقابلے میں مجھ بیچارے کی کیا ہستی تھی۔ الٹی مجھ پر ہی لے دے ہوتی، غرض اس لڑکی کے ہاتھوں ناک میں دم آ گیا۔ مگر میں بھی بدلہ لیے بغیر تھوڑا ہی مانتا تھا۔ مارنے کی تو ہمت نہ ہوتی تھی ہاں کبھی بیگم صاحبہ ان پر خفا ہوتیں، تو میں بھی الٹی سیدھی بہت کچھ لگاتا۔ مہینہ مہینہ بھر پہلے کی باتیں یاد دلاتا۔ اگر قسمت نے یاوری کی تو کام بن گیا اور صاحبزادی صاحبہ کی خوب کندی ہوگئی۔ نہیں تو لترا پے کا الزام لگا۔ بیگم صاحبہ نے بیٹی کا غصہ مجھ غریب پر اُتار لیا۔

جواب: عنوان: ڈھیٹ پن کا مظاہرہ

آخر میں نے بھی ڈھیٹ پن کا مظاہرہ کیا۔ سوچا کہ اگر پٹنا ہی میری قسمت میں لکھا ہے تو پھر کام کر کے اپنے آپ کو کیوں تھکاؤں۔ اگر نکمّے کا خطاب ملتا ہے تو ملتا رہے۔ چنانچہ سب مجھ پر چیختے چلاتے لیکن مجھ پر کوئی اثر نہ ہوتا۔ اور اگر کوئی ذرا بھی ہاتھ لگاتا تو آسمان سر پر اُٹھاتا لیکن اتنا ڈھیٹ بننے کے باوجود بھی چھوٹی صاحب زادی مجھ سے تیز نکلی۔ وہ مجھے مارتی اور خود رونا شروع کرتی۔ اس لیے میں اُن سے تنگ آ گیا تھا لیکن جب بیگم صاحب اُس پر غصہ ہوتی تو میں اور بھی چغلی کر کے اُس کے غصّے کو ہوا دیتا۔ کبھی اس میں، میں کامیاب ہوتا اور کبھی چغلی کھانے پر خود بھی پِٹتا۔

سوال نمبر3۔ درج ذیل عبارت کی تلخیص کریں، جو اصل عبارت کی ایک تہائی سے زیادہ نہ ہو۔

اقبال مسلمانوں کو خودی کی تعلیم دیتے ہیں خودی ان کے کلام میں ایک اہم اصلاح ہے خودی انسان کی ذات اور شخصیت کو کہتے ہیں انسان اپنی ذات کو پہچانے، اپنی حقیقت کو پہچانے، اپنے اور خُدا کے تعلق کو سمجھے اگر وہ خود کو سمجھ گیا تو خدا کا پالینا کوئی مشکل نہیں ہے اقبال مسلمانوں میں خودی کو بیدار کرنا چاہتے ہیں کمزوری اور بزدلی کو دور کر کے انسان کو اس کے اصل مقام سے آشنا کرنا چاہتے تھے اور ایسے ہی مسلمانوں کو جن کی خودی بیدار ہو گئی ہو وہ مومن کہتے ہیں۔

جواب: عنوان: فلسفہ خودی

اقبال کی شاعری میں خودی ایک اہم اصطلاح ہے وہ مسلمانوں میں ان کی خودی کو ابھارنا چاہتے ہیں ان کے مطابق خود شناسی خدا شناسی ہے خودی کی تکمیل ہی نیابت الٰہی کا ذریعہ ہے۔

سوال نمبر4۔ درج ذیل عبارت کی تلخیص کیجیے اور مناسب عنوان بھی تجویز کیجیے؟

بہادر جرنیل ہندوستان کا پہلا مسلمان فاتح نے سترہ (17) سال کی عمر میں علاقہ سندھ فاتحانہ قدم رکھا۔ محمد بن قاسم کی سندھ آنے کی وجہ یہ تھی کہ عرب تاجروں کا ایک جہاز بصرہ سے لنکا جارہا تھا وہ جہاز سندھ کے ڈاکوؤں نے لوٹ لیا اور سندھ کے راجہ داہر نے حجاج بن یوسف کو ڈاکوؤں کو سزا دینے کے مطالبے پر یہ جواب دیا کہ وہ ڈاکوؤں کا کوئی انتظام نہیں کر سکتا۔ اس لئے حجاج بن یوسف نے خلیفہ وقت سے اجازت لے کر اپنے بھتیجے اور داماد محمد بن قاسم کی کمان میں چھ ہزار فوج سندھ بھیجی۔ چنانچہ محمد بن قاسم نے سندھ فتح کر کے مسلمان قیدیوں کو چھڑا کر عرب بھیج دیا۔

جواب: عنوان: محمد بن قاسم اور فتح سندھ

محمد بن قاسم ہندوستان کا پہلا مسلمان ہے جس نے کم سنی میں سندھ کو فتح کیا عرب تاجروں کا جہاز سندھ کے ڈاکوں نے لوٹ لیا حجاج بن یوسف کے مطالبے پر راجہ داہر نے کوئی مثبت جواب نہ دیا چنانچہ محمد بن قاسم چھ ہزار فوج کے ساتھ حملہ آور ہوا اور سندھ کو فتح کیا۔

سوال نمبر5۔ درج ذیل عبارت کی تلخیص کیجیے اور مناسب عنوان بھی تجویز کیجیے؟

"دنیا میں دوسری تبدیلیوں کی طرح ادب میں تبدیلی کے دو پہلو ہوتے ہیں۔ تبدیلی اگر مثبت ہو تو زندگی کے لئے صحت اور منافع بخش ثابت ہوتی ہے۔ ایسی تبدیلی نہ صرف ماضی سے اپنا رشتہ برقرار رکھتی ہے بلکہ زندگی کی ابدی سچائیوں سے ہم آہنگ رہتی ہے اور یوں ارتقائی عمل اپنے فطری انداز میں جاری رہتا ہے۔ لیکن اگر تبدیلی منفی سمت میں ہو تو یہ نہ صرف ذہنوں میں منفی رجحانات کا زہر بھر دیتی ہے بلکہ زبان و ادب کی فطری ترقی کے لئے نقصان دہ ثابت ہوتی ہے۔ اس قسم کی تبدیلی سے معاشرہ میں تضادات کی فصل اُگ آتی ہے اور ایسی کشمکش جنم لیتی ہے جو بجائے ترقی کے قوم کی تنزلی کی طرف لے جاتی ہے۔

جواب: عنوان: ادب کے مثبت اور منفی پہلو

ادب میں تبدیلی کے دو پہلو ہیں۔ مثبت اور منفی تبدیلی اگر مثبت ہو تو ادب ہیں۔ زندگی ابدی سچائیوں کا اظہار ہوتا ہے اور اگر منفی ہو تو غلط رجحانات ادب میں جگہ پالیتے ہیں جن سے ذہنی انتشار پیدا ہوتا ہے۔

سوال نمبر6۔ درج ذیل عبارت کی تلخیص کیجیے اور مناسب عنوان بھی تجویز کیجیے؟

کسی قوم پر اس سے زیادہ دردناک عذاب کوئی نہیں ہو سکتا کہ اس کے علما اور دانشور عقیدہ و ایمان کی بنیادی قدروں اور دین و تاریخ کے حرکت کے تسلسل سے اپنے آپ کو کاٹ دیں اور ذہنی اور اخلاقی اعتبار سے انانیت، گروہی عصبیت اور اجتماعی افتراق و انشقاق کی پستیوں میں جا گریں قوموں کی زندگی میں یہ بڑے سخت دن ہوتے ہیں اور ایسے ہی موقعوں پر آفات کا نزول ہوتا ہے ہماری اپنی تاریخ شاہد ہے کہ تاریخ کے جس مرحلے اور جس موڑ پر بھی ہمارے علماء نے اپنی ذمہ داریوں کی بلندیوں کو چھوڑ کر گروہی عناد اور بے ظرفی کا ثبوت دیا وہ پاتال میں جا گرے اور ملت بدنصیبی کے دھکوں سے چور ہوتی رہی۔

جواب: عنوان: علماء کی اہمیت

"کسی قوم کے عروج و زوال کے ذمہ دار اس کے اہل علم ہوتے ہیں اگر چہ یہ لوگ فکر و نظر اور اخلاق کے لحاظ سے بلند ہوں تو قوم کو بھی عروج نصیب ہوتا ہے۔ اگر ان میں ذرا سا غرور باہمی حسد اور پھوٹ پیدا ہو جائے تو قوم بھی زوال کا شکار ہو جاتی ہے۔

سوال نمبر7۔ درج ذیل عبارت کی تلخیص کیجیے اور مناسب عنوان بھی تجویز کیجیے؟

یہ دنیا ایک ایسی رزم گاہ ہے جس میں مختلف عناصر فطرت برسرپیکار رہے۔ طرح طرح کے انقلاب آئے۔ تہذیب و تمدن نے کئی رنگ بدلے ہزاروں قومیں آندھی اور بگولہ بن کر اس دنیا پر چھا گئیں لیکن قانون فطرت میں کمال اور زوال کا رشتہ کچھ اس طرح مضبوط تھا کہ کسی قوم کو بھی ثبات نہ ہوا۔

جواب: عنوان: دنیا کی بے ثباتی

دنیا کی بنیاد تغیر پر ہے انقلاب زمانہ نے تہذیب و تمدن کے کئی رنگ بدلے، ہزاروں قومیں کمال پر پہنچ کر روبہ زوال ہوئیں۔ کسی کو دوام حاصل نہیں ہوا۔

سوال نمبر8۔ درج ذیل عبارت کی تلخیص کیجیے اور مناسب عنوان بھی تجویز کیجیے؟

اکثر و بیشتر بادشاہوں کے برخلاف شیر شاہ سوری ایک بہادر، ایک دوراندیش اور ایک فلاحی منصوبے بنانے والا بادشاہ خیال کیا جاتا ہے۔ لگ بھگ پانچ سو سال پہلے کابل سے کلکتہ اور کابل سے دہلی تک عظیم شاہراہیں بنانے کے منصوبے ہوں یا بھیرہ سے بہار تک مسجدیں، مسافر خانے اور قلعے بنانے کا نظام، زمین کی پیمائش ہو یا جنگی اور انتظامی حکمت عملی وہ ایک سوچنے سمجھنے اور غور کرنے والا بادشاہ نظر آتا ہے۔

جواب: عنوان: شیر شاہ سوری کے کارنامے

شیر شاہ سوری ایک عظیم اور مدبر بادشاہ تھے انہوں نے آج سے پانچ سو سال قبل کابل سے کلکتہ اور کابل سے دہلی تک عظیم شاہراہیں تعمیر کیں نیز جگہ جگہ مساجد اور مسافر خانے بھی تعمیر کروائے۔ جنگی اور انتظامی حکمت عملی میں بھی وہ منفرد بادشاہ تھے۔

سوال نمبر9۔ درج ذیل عبارت کی تلخیص کیجیے اور مناسب عنوان بھی تجویز کیجیے؟

اوودھ کی راج فیض آباد سے لکھنؤ منتقل ہوئی تو اس کو چار چاند لگ گئے۔ میر تقی میرؔ، انشاء اللہ خان انشاؔ، جراتؔ اور مصحفیؔ وغیرہ نے اِدھر کا رُخ کیا۔ میر انیس کا خاندان دہلی سے پہلے ہی آ چکا تھا۔ ان بزرگوں کے دم قدم سے بادشاہوں کے دربار، امراء کی ڈیوڑھیاں اور اہل علم کی محفلیں شعر و سخن کے نغموں سے پُرشور بن گئیں۔ ناسخ و آتش، وزیر و صبا اور ان کے شاگردوں نے شعر و ادب کے جواہر ریزوں کے ڈھیر لگا دیئے۔

جواب: عنوان: لکھنو شعر و سخن کا گہوارہ

جب لکھنو اودھ کا دارالخلافہ بنا تو اسے بڑی شہرت حاصل ہوئی۔ میر انیس کا خاندان دلی سے پہلے ہی آ چکا تھا۔ میرؔ، جراتؔ، انشاؔ اور مصحفیؔ بھی وہاں سے آ گئے۔ ان کی بدولت درباروں، محفلوں اور مجلسوں میں شعر و سخن کا چرچا ہوا۔ ناسخؔ، آتشؔ، وزیرؔ اور صباؔ نے ادب پاروں کے ڈھیر لگا دیئے۔

سوال نمبر10۔ درج ذیل عبارت کی تلخیص کیجیے اور مناسب عنوان بھی تجویز کیجیے؟

شاعری کی اصلی ترقی کا دارومدار ملک کی عام شائستگی اور تعلیم پر ہے۔ کیونکہ شعراء کو جس قدر شائستہ اور نکتہ فہم مخاطب میسر آتے ہیں اسی قدر ان کے خیالات شستہ اور معقول ہوتے جاتے ہیں۔

جواب: عنوان: شاعری کا راز

شاعری کی اصل ترقی کا راز تعلیم یافتہ اور سخن دان مخاطب کا میسر آنا ہے اسی سے شاعر کے خیالات پختہ ہوتے ہیں۔

سوال نمبر11۔ درج ذیل عبارت کی تلخیص کیجیے اور مناسب عنوان بھی تجویز کیجیے؟

دوسری جنگِ عظیم کے بعد بہت سے محکوم ممالک کو آزادی نصیب ہوئی۔ ابتداء میں انہیں بے شمار مسائل سے واسطہ پڑا۔ سب سے بڑا مسئلہ یہ تھا کہ نظام حکومت کیا ہو۔ سرمایہ دارانہ نظامِ حکومت اور اشتراکی نظام حکومت نمایاں تھے۔ ہر ملک نے اپنے لیے کسی ایک نظام کا انتخاب کر لیا اس کے باوجود ممالک کے مسائل جوں کے توں رہے۔

جواب: عنوان: سرمایہ دارانہ نظام اور اشتراکی نظام کی ناکامی۔

دوسری جنگ عظیم کے بعد بہت سے ممالک نے آزادی حاصل کرنے کے بعد سرمایہ دارانہ نظام اور اشتراکی نظام اپنایا لیکن اس کے باوجود ان کے مسائل حل نہ ہو سکے۔

سوال نمبر12۔ درج ذیل عبارت کی تلخیص کیجیے اور مناسب عنوان بھی تجویز کیجیے؟

"نوجوانوں کو چاہیے کہ وہ اپنے آپ کو دور جدید کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے تیار رہیں۔ یہ دور سائنس اور ٹیکنالوجی کا دور ہے۔ دنیا تیزی کے ساتھ ارتقائی مراحل طے کر رہی ہے۔ جو افراد اور قومیں ان جدید تقاضوں کی تکمیل نہ کر سکیں وہ رفتارِ زمانہ کا ساتھ نہیں دے سکتیں اور زمانہ انہیں پامال کرتے ہوئے گزر جائے گا۔ طلباء کو چاہیے کہ وہ عہدِ حاضر کے سائنسی ماحول میں اپنے آپ کو اس قابل بنائیں کہ وہ دنیا کی ترقی یافتہ اقوام میں عزت کا مقام حاصل کر سکیں۔"

جواب: عنوان: سائنس اور ٹیکنالوجی

نوجوانوں کو چاہیئے کہ وہ سائنس اور ٹیکنالوجی کے علوم پر دسترس حاصل کریں تاکہ وہ موجودہ سائنسی دور میں دنیا کی ترقی یافتہ اقوام میں بلند مقام حاصل کر سکیں۔

سوال نمبر13۔ درج ذیل عبارت کی تلخیص کیجیے اور مناسب عنوان بھی تجویز کیجیے؟

"قائد اعظم کو جمہوریت سے بہت محبت تھی۔ وہ جمہوریت کو پسند کرتے تھے اور جمہوریت چاہتے تھے۔ انھیں آمریت سے بہت نفرت تھی۔ وہ آمریت کو پسند نہیں کرتے تھے اور کسی طور آمریت کو جائز نہیں سمجھتے تھے۔ وہ حکومت پر تنقید کا برا نہیں مناتے تھے اور جائز تنقید کو حکومت کی بہتری کے لیے ضروری سمجھتے تھے۔ وہ اپنے ناقدوں کو گالی یا دھمکی دیتے تھے اور نہ ہی انہیں غدار سمجھتے تھے۔

جواب: عنوان: جمہوریت

قائد اعظم جمہوریت کو پسند کرتے تھے اور انھیں آمریت پسند نہ تھی۔ وہ حکومت پر اپنے مخالفوں کی جائز تنقید کو درست سمجھتے تھے اور انھیں بُرا بھلا نہ کہتے۔

سوال نمبر14۔ درج ذیل عبارت کی تلخیص کیجیے اور مناسب عنوان بھی تجویز کیجیے؟

"اُردو شاعری کی روایت لگ بھگ چھ سو برس کو محیط ہے۔ اس میں جہاں ایک طرف میر تقی میرؔ، مرزا رفیع سوداؔ، نظیر اکبر آبادیؔ اور اسد اللہ غالبؔ ایسے بے مثال شعرا ملتے ہیں، وہیں دوسری طرف میر ببر انیسؔ، میر حسنؔ، پنڈت دیا شنکر نسیمؔ اور علامہ اقبالؔ جیسے بے نظیر سخن ور بھی موجود ہیں۔ ان سے آگے بڑھیے تو فراقؔ گورکھ پوری، یاس یگانہ چنگیزی، میراؔ، فیض احمد فیضؔ، ن۔م۔ راشدؔ، مجید امجدؔ اور اختر الایمانؔ جیسی فکر انگیز، جدید اور توانا آوازیں ملتی ہیں۔ پھر ناصر کاظمیؔ، احمد مشتاقؔ، جون ایلیاؔ، ظفرؔ اقبال، مُنیرؔ نیازی، محمد سلیمؔ الرحمان اور خورشیدؔ رضوی کی ہنر مندی کی بھی ایک الگ شان اور اسلوب ہے۔ واہ واہ! اُردو جیسی جیتی جاگتی، پھلتی پھولتی، وقت کے ساتھ ساتھ آگے بڑھنے والی، ترقی کرنے والی، لچک دار، بے تعصب اور مزے کی زبان ہے۔

جواب: عنوان: اُردو شاعری کی ترقی

اُردو شاعری چھ سو برس پر محیط ہے۔ جس میں بے مثال شعراء نے اپنی ہنر مندی اور الگ شان و اسلوب سے اُردو شاعری کی ترقی کو چار چاند لگا دیئے۔ یہ ہی وجہ ہے کہ اُردو شاعری نے اس دوران بے مثال ترقی کی۔

سوال نمبر15۔ درج ذیل عبارت کی تلخیص کیجیے اور مناسب عنوان بھی تجویز کیجیے؟

گناہ کو چھوڑنا آسان نہیں۔ ہر گناہ میں ایک لذت ہے جو فوراً حاصل ہوتی ہے۔ نیکی کے نتائج کافی دیر بعد ملتے ہیں اور آغاز میں تکلیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ صرف ایک نیکی یعنی "علم" کو لیجیے اور اندازہ لگائیے کہ حصول علم لیے کس قدر طویل مدت تک محنت کرنا پڑتی ہے۔ گناہ کی لذت بہت جلد دکھ میں بدل جاتی ہے اور نیکی کی خاطر اٹھائے دُکھ مسرت کی صورت اختیار کر لیتے ہیں۔

جواب: عنوان: نیکی اور بدی

گناہ کو چھوڑنا آسان نہیں کیونکہ اس سے فوری طور پر لذت حاصل ہوتی ہے جبکہ نیک کام کا صلہ تاخیر سے ملتا ہے اور اس کے لئے ہمیں مصیبت و مشقت اُٹھانی پڑتی ہے۔

سوال نمبر16۔ درج ذیل عبارت کی تلخیص کیجیے اور مناسب عنوان بھی تجویز کیجیے؟

مجھے جمہوری نظام اس لیے پسند ہے کہ یہ ہمیں شرکت و شمولیت کی کھلے بندوں دعوت دیتا ہے جبکہ غیر جمہوری نظام ہم سے روحانی، جذباتی اور فکری شمولیت کا حق چھین لیتا ہے اور ہمیں لاتعلقی اور عدم دل چسپی کے صحرا میں عضو معطل کی طرح پھینک دیتا ہے۔ زندگی اور موت میں یہی فرق ہے کہ زندگی نام ہے شمولیت کا جبکہ موت نام ہے عدم شمولیت کا۔ حضرت آدمؑ و حواؑ کو جنت میں تمام آسائشیں میسر تھیں مگر وہ تخلیقِ کائنات کے عمل میں شمولیت کی خواہش رکھتے تھے۔ چنانچہ قدرت نے دریا بنائے تو انسان نے ان میں سے نہریں نکالیں۔ قدرت نے شب تاریک کو چاند ستاروں سے منور کیا تو انسان نے چراغوں سے بستیوں کو روشن کیا۔

جواب: عنوان: انسان کسی حال میں خوش نہیں رہتا یا انسان اشرف المخلوقات

جمہوری اور غیر جمہوری نظام میں فرق بالکل ایسے ہی ہے جیسے زندگی اور موت میں یہی فرق ہے کہ زندگی نام ہے شمولیت کا جبکہ موت نام ہے عدم شمولیت کا۔ انسانی فطرت ہے کہ وہ کسی حال میں خوش نہیں رہتا۔ حضرت آدمؑ و حواؑ کو جنت میں تمام آسائشیں میسر تھیں مگر وہ تخلیق کائنات کے عمل میں شمولیت کی خواہش رکھتے تھے۔ انسان نے دریاؤں سے نہریں نکالیں اور آبادیوں کو چراغوں سے روشن کیا۔

سوال نمبر17۔ درج ذیل عبارت کی تلخیص کیجیے اور مناسب عنوان بھی تجویز کیجیے؟

افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ملک کے معاشرتی اصلاح کے ادارے اور قوم کے صاحب حیثیت لوگ منشیات کی روز افزوں ہلاکت خیزیوں سے بالکل غافل اور بے پرواہیں۔ انھیں احساس ہی نہیں کہ اہل وطن کے سروں پر کتنے مہیب خطرات منڈلا رہے ہیں۔ یوں لگتا ہے کہ انھیں اس وبائے عام کی تباہی اور خانہ ویرانی کا اندازہ ہی نہیں۔ اگرچہ حکومت منشیات کے سدِّباب کے لیے کچھ نہ کچھ اقدامات کرتی رہتی ہے، لیکن اس لعنت کا مکمل خاتمہ صرف حکومت کے بس کا روگ نہیں۔ اس کے لیے ہم سب کو آگے آنا ہو گا۔

جواب: عنوان: منشیات کی روک تھام

منشیات کی لت عام ہونے کی وجہ سے بہت سے خطرات جنم لے رہے ہیں اور حکومت اور باشعور لوگ اس سے بالکل بے پرواہ ہیں۔ ایسے لگتا ہے کہ انھیں اس موذی وباء کی تباہی کا اندازہ نہیں۔ اگرچہ حکومت منشیات کے خاتمے کے لیے کچھ نہ کچھ اقدامات کرتی رہتی ہے، لیکن اس لعنت کا مکمل خاتمہ صرف حکومت کی کوششوں سے نہیں بلکہ اس کے لیے ہم سب کو آگے آنا ہو گا۔

سوال نمبر18۔ درج ذیل عبارت کی تلخیص کیجیے اور مناسب عنوان بھی تجویز کیجیے؟

بعض شعراء بہ نظر احتیاط ہر سال اپنا قطعہ تاریخ وفات کہہ کر رکھ لیتے ہیں تاکہ مرنے کی سند رہے اور بوقتِ ضرورت پس ماندگان کے کام آئے۔ اس سے کون واقف نہیں کہ مرزا غالبؔ نے جو مرنے کی آرزو میں مرتے تھے، متعدد بار اپنی تاریخ رحلت کہہ کر شاگردوں اور قرض خواہوں کو خواہ مخواہ ہراساں کیا ہو گا لیکن جب قدرت نے ان کو مرنے کا ایک سنہری موقع فراہم کیا تو وہ یہ کہہ کے صاف ٹال گئے کہ وبائے عام میں مرنا ہماری کسرِ شان ہے۔

جواب: عنوان: مرنے کی آرزو

بعض شعراء احتیاط کے طور پر تاریخ وفات لکھ لیتے ہیں کہ کام آسکے۔ مرزا غالبؔ مرنے کی آرزو کا ایک سنہری موقع یہ کہہ کے صاف ٹال گئے کہ وبائے عام میں مرنا ہماری کسرِ شان ہے۔

سوال نمبر19۔ درج ذیل عبارت کی تلخیص کیجیے اور مناسب عنوان بھی تجویز کیجیے؟

شبلی اپنے سفرنامے میں لکھتے ہیں کہ "ایک صبح بحری جہاز میں یہ خطرناک افواہ پھیل گئی کہ جہاز کا ایک انجن ٹوٹ کر سمندر میں گر پڑا ہے اور جہاز کسی بھی وقت ڈوب سکتا ہے۔ سخت گھبراہٹ کا عالم تھا۔ ہر طرف شور و غل تھا۔ سخت پریشانی کی حالت میں، میں دوڑتا ہوا ڈاکٹر آرنلڈ کے کیبن میں گیا وہ دنیا و مافیا سے بے خبر ایک کتاب کے مطالعہ میں مشغول تھے۔ میں نے جا کر سلام کیا اور پوچھا آپ کو کوئی خبر بھی ہے؟ انہوں نے بڑے اطمینان سے جواب دیا "ہاں جہاز کا ایک انجن ٹوٹ گیا ہے"۔ میں نے پھر پوچھا آپ کو کیا معلوم ہے کہ اس کا کیا نتیجہ نکل سکتا ہے؟ ڈاکٹر آرنلڈ نے جواب دیا۔ ہاں! جہاز کسی بھی وقت ڈوب سکتا ہے۔ میں نے بے چینی سے پوچھا کہ یہ مطالعے کا کون سا وقت ہے؟ اس کے جواب میں ڈاکٹر آرنلڈ نے کہا "دیکھو مسٹر شبلی! اگر جہاز ڈوبنا ہی ہے تو اس وقت کا اس سے بہتر کوئی استعمال نہیں کہ مطالعہ کیا جائے"۔

جواب: عنوان: وقت کی قدر

بحری جہاز میں یہ افواہ پھیل گئی کہ جہاز ڈوبنے والا ہے۔ میں دوڑتا ہوا ڈاکٹر آرنلڈ کے کیبن میں پہنچا تو وہ مطالعہ میں مشغول تھے۔ میں نے انہیں جہاز کے ڈوبنے کی خبر دی تو انہوں نے کہا کہ اگر جہاز ڈوبنا ہی ہے تو اس وقت کا اس سے بہتر کوئی استعمال نہیں کہ مطالعہ کیا جائے۔

سوال نمبر20۔ درج ذیل عبارت کی تلخیص کیجیے اور مناسب عنوان بھی تجویز کیجیے؟

جہاز کا انجن بالکل بے کار ہو گیا تھا۔ میں سخت گھبرایا اور نہایت ناگوار خیال دل میں آنے لگے۔ اس اضطراب میں اور کیا ہو سکتا تھا؟ دوڑا ہوا مسٹر آرنلڈ کے پاس گیا۔ وہ اُس وقت نہایت اطمینان کے ساتھ کتاب کا مطالعہ کر رہے تھے۔ میں نے کہا کہ آپ کو خبر بھی ہے؟ بولے ہاں! جہاز کا انجن ٹوٹ گیا ہے۔ میں نے کہا آپ کو کچھ اضطراب نہیں؟ بھلا یہ کتاب دیکھنے کا موقع ہے؟ بولے کہ جہاز کو بربادی ہونا ہے تو یہ تھوڑا سا وقت اور بھی قدر کے قابل ہے اور ایسے قابل قدر وقت کو رائیگاں کرنا بے عقلی ہے۔ اُن کے استقلال اور جرأت سے مجھ کو بھی اطمینان ہوا۔

onlinesabaq.com

جواب: عنوان: قابل قدر وقت

اس بات کا پتہ چلتے ہی کہ جہاز تباہی کے نزدیک ہے، میں بے چینی کے عالم میں مسٹر آرنلڈ کے پاس چلا گیا جو اطمینان سے کتاب پڑھ رہے تھے۔ میں نے پوچھا کہ موت سر پہ منڈلا رہی ہے اور آپ پُر سکون مطالعہ کر رہے ہیں۔ بولے جہاز کو تباہ ہی ہونا ہے تو اس تھوڑے وقت کی قدر کرنی چاہیے۔ یہ سُن کر مجھے بھی اطمینان ہوا۔